Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Tarjuma tul Quran
Class 11

Surah At-Tawbah

Printed Notes

FBISE

Follow Our Socials

studybeesofficial

studybeesofficialpak

studybeesofficialpak

پرچہ ترجمۂ قرآنِ مجید برائے گیارہویں جماعت کاخاکہ

حصہ اول۔ معروضی سوالات (MCQs) (10نمبر)

- شاملِ نصاب چار (04) سورتوں کے تعارف اور شانِ نزول پر مبنی آٹھ معروضی سوالات (MCQs) حصہ اول میں شامل ہوں گے۔
- **گیارہویں** جماعت کے لیے مختص سورتوں میں سے منتخب کردہ اسی (80) الفاظ پر مبنی دو معروضی سوالات (MCQs) حصہ اول میں شامل ہوں گے۔

حصہ دوم۔ مختصر جواب والے سوالات (SRQs) (24نمبر)

(الف): شاملِ نصاب سورتوں کے تعارف اور شانِ نزول پر مبنی پانچ مختصر جواب والے سوالات (SRQs) حصہ دوم میں پوچھے جائیں گے۔ ہر سوال دو نمبروں پر مشتمل ہوگا۔ (5x2=10)

(ب) : شاملِ نصاب سورتوں میں سے منتخب کردہ اسی (80) الفاظ پر مبنی پانچ الفاظ کے معانی حصہ دوم میں پوچھے جائیں گے۔ (1x5=5)

(ج): شاملِ نصاب سورتوں کی آیات اور ان کے ترجمہ کے مفہوم پر مبنی تین تین نمبر کے تین سوالات حصہ دوم میں دیے جائیں گے۔ (3x3=9)

حصہ سوم۔ تفصیلی جواب والے سوالات (ERQs) (16نمبر)

شاملِ نصاب سورتوں میں موجود تعلیمات کے فہم اور ان تعلیمات پر عمل کرنے کے دنیاوی واخروی فوائد اور ان پر عمل سے گریز کے نقصانات پر مبنی منتخب مضامین میں سے دو تفصیلی سوالات حصہ سوم میں دیے جائیں گے۔ ہر سوال کے آٹھ (8) نمبر ہوں گے۔ (8x2=16)

Studypeesofficial

سورہ کے منتخب الفاظ معانی

الفاظ	براءة	فَصَدُّوا	عهدتم	المُعْتَدُونَ	ينهون
معانی	بیزاری	پھر انہوں نے روکا	تم نے عہد کیا	حد سے گزرنے والے	وہ منع کرتے ہیں
الفاظ	**نجس**	**نكثوا**	**يُجْزِئُ**	**يَحْلِفُونَ**	**جَاهِدُوا**
معانی	ناپاکی	انہوں نے توڑا	وہ رسوا کرتا ہے	وہ قسم اٹھاتے ہیں	تم جہاد کرتے کرو

سورۃ التوبہ کے منتخب مضامین

1. مشرکین سے اعلان برات اور قتال کے بارے میں ہدایات
2. غزوہ حنین
3. غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی مشکلات اور قربانیاں
4. منافقین کا کردار
5. احکام زکوۃ

برائے گیارہویں جماعت
تدریس ترجمۃ القرآن نوٹس
مرتب کردہ: آسیہ نورین صابر

سورۃ التوبہ تعارف وشان نزول

سورۃ التوبہ اس دور میں نازل ہوئی جب اسلام جزیرۂ عرب میں غالب آ چکا تھا اور فتحِ مکہ کے بعد کفر و شرک کی سیاسی طاقت ٹوٹ چکی تھی، مگر ابھی بھی کچھ مشرک قبائل بدعہدی، سازش اور منافقت کے ذریعے اسلامی ریاست کیلئے خطرہ بنے ہوئے تھے۔ اسی طرح مدینہ میں منافقین اندرونی کمزوری پیدا کر رہے تھے، خصوصاً غزوۂ تبوک کے موقع پر جب سخت گرمی، طویل سفر اور مالی تنگی کی وجہ سے ایمان کا کڑا امتحان ہوا۔

اس پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرمایا کہ:

- اب شرک کو جزیرۂ عرب میں برداشت نہیں کیا جائے گا
- معاہدہ شکن مشرکین سے قطعی براءت کی جائے
- منافقین کی حقیقت کھول دی جائے
- مخلص اہلِ ایمان کو ممتاز کیا جائے

مختصر لفظوں میں: **سورۃ التوبہ اسلام کے غلبے کے بعد داخلی تطہیر اور خارجی خود مختاری کا اعلان ہے۔**

سورۃ التوبہ کا تعارف

- نام : التوبہ، براءت، الفاضحہ
- وجہ تسمیہ : التوبہ "—اس میں توبہ کی قبولیت خصوصاً تین صحابہؓ کے واقعہ کے ذریعے بیان ہوئی
  براءت "— آغاز میں مشرکین سے بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان
  الفاضحہ - مشرکوں اور منافقین کو رسواء کرنے والی
- نوعیت : مدنی سورت، پارہ 10 : اور 11، آیات 129 :، رکوع 16 :

بسم اللہ کے بغیر شروع ہونے کی وجہ

یہ قرآن کی واحد سورت ہے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بغیر شروع ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

سورۃ الانفال ابتدائی مدنی سورتوں میں سے ہے اور سورۃ براءت آخری مدنی سورتوں میں سے۔ دونوں کے مضامین ملتے جلتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں جدا کرنے کا حکم نہیں دیا، اس لیے بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔ حوالہ: سنن ترمذی، مسند احمد

مفسرین (ابن کثیر، قرطبی) نے یہ بھی لکھا کہ چونکہ اس میں اعلانِ جنگ ہے، اس لیے رحمت کا کلمہ (بسم اللہ) ذکر نہیں ہوا۔

شانِ نزول اور وجہ نزول

یہ سورت 9 ہجری میں نازل ہوئی — فتح مکہ کے بعد کا دور، جب اسلام غالب ہو چکا تھا مگر کچھ مسائل باقی تھے:

مشرکین سے معاہدوں کا خاتمہ اور اعلان برات

بعض قبائل نے بدعہدی کی ان کے لیے اعلان جنگ ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اب ان سے قطعی براءت کی جائے۔

باقی مشرکین و کفار کے لیے جنہوں نے لڑائی اور بدعہدی نہیں کی انہیں چار ماہ کی مہلت دی گئی کہ عرب سے نکل جائیں یا مسلم بن کر سکونت اختیار کریں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اسلام سے بے خبر ہیں انھیں امان دی جائے کہ اسلام کی ہدایت سن کر اسلام اختیار کریں یا عرب چھوڑ دیں۔

حج کے موقع پر اعلانِ براءت

9 ہجری کے حج میں یہ اعلان عام کیا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: حضرت علیؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ منیٰ میں اعلان کریں : آئندہ کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، بیت اللہ کا ننگا طواف نہیں ہو گا، جنت میں صرف مومن داخل ہو گا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

Studybeesofficial

حضرت علیؓ کو بھیجنے کی وجہ

پہلے حضرت ابو بکرؓ امیر الحج تھے، پھر حضرت علیؓ کو آیاتِ براءت دے کر بھیجا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ پیغام یا تو میں پہنچاؤں گا یا میرے اہلِ بیت میں سے کوئی۔ (سنن ترمذی، مسند احمد)

اہلِ سنت کے مفسرین کے مطابق عرب کے دستور کے مطابق معاہدے کے خاتمے کا اعلان قریبی فرد کے ذریعے کیا جاتا تھا۔

غزوۂ تبوک کا پس منظر

سورت کا بڑا حصہ اسی غزوہ سے متعلق ہے۔

غزوۂ تبوک 9 ہجری میں پیش آیا اور مدینہ منورہ سے تبوک تک کا فاصلہ تقریباً 700 سے 800 کلو میٹر تھا، جسے طے کرنے میں لشکرِ اسلام کو قریباً 15 سے 20 دن لگے۔ تبوک پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے تقریباً 20 دن قیام فرمایا تاکہ دشمن کی نقل و حرکت واضح ہو جائے اور سرحدی قبائل پر اسلامی قوت کا اثر قائم ہو۔ واپسی کا سفر بھی اسی مدت میں مکمل ہوا، اس طرح پوری مہم تقریباً 50 دن کے قریب جاری رہی۔ یہ تفصیل حضرت کعب بن مالکؓ کی روایت سمیت کتبِ حدیث و سیرت (خصوصاً صحیح بخاری، سیرت ابن ہشام، ابن کثیر) سے معلوم ہوتی ہے۔

راستے کی شدید مشکلات

یہ لشکر اپنی سختیوں کی وجہ سے جیشُ العُسرہ (تنگی کا لشکر) کہلایا۔ سفر نہایت شدید گرمی کے موسم میں ہوا، پانی اور خوراک کی کمی تھی، سواریوں کی قلت تھی اور راستہ طویل و صحرائی تھا۔ بعض اوقات کئی افراد ایک ہی اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ یہ مہم انتہائی دشوار حالات میں ہوئی۔ پانی کی کمی اس حد تک ہو گئی کہ صحابہؓ نے شکایت کی، جس پر نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور بارش نازل ہوئی، جس سے لشکر کو پانی میسر آ گیا (مسند احمد وغیرہ)۔

لشکر کی تعداد

اس غزوہ میں تقریباً 30,000 صحابہ کرامؓ شریک ہوئے، جن میں تقریباً 10,000 سوار تھے۔ یہ اس وقت تک اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا لشکر تھا۔ مالی تنگی کے باوجود صحابہؓ نے بڑھ چڑھ کر تعاون کیا، حتیٰ کہ بعض غریب صحابہؓ سواری نہ ملنے پر روتے ہوئے واپس لوٹے کیونکہ وہ جہاد میں شرکت نہ کر سکے۔ اس لشکر کی عظمت نے شمالی عرب کے قبائل پر گہرا اثر ڈالا۔

تبوک میں معاہدے اور صلح نامے

تبوک پہنچنے پر رومی فوج مقابلے کے لیے سامنے نہ آئی، لیکن سرحدی عیسائی حکمرانوں اور قبائل نے اسلامی اقتدار تسلیم کر لیا۔ ایلہ (موجودہ عقبہ کے قریب) کے عیسائی حاکم یحنہ بن رؤبہ نے نبی کریم ﷺ سے صلح کی اور جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ اسی طرح جرباء اور اذرح کے باشندوں نے بھی امن کا معاہدہ کیا اور اسلامی ریاست کے زیرِ اثر رہنے پر رضامندی ظاہر کی۔ یہ معاہدے صحیح بخاری اور معتبر کتبِ سیرت میں مذکور ہیں۔

جزیہ اور باج گزاری

ان سرحدی علاقوں کے لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا اور اپنی مذہبی آزادی برقرار رکھتے ہوئے اسلامی حکومت کی سیاسی بالادستی تسلیم کی۔ اگرچہ تمام قبائل کی مجموعی تعداد احادیث میں متعین طور پر ذکر نہیں ہوئی، مگر یہ بات ثابت ہے کہ متعدد عیسائی قبائل باقاعدہ باج گزار بن گئے اور اسلامی ریاست کے ساتھ امن کے معاہدے میں داخل ہو گئے۔ اس سے شام کی سرحد تک اسلام کا اثر و رسوخ قائم ہو گیا۔

غزوہ کی کامیابی: اگرچہ اس مہم میں باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی، مگر یہ غیر معمولی طور پر کامیاب ثابت ہوئی۔ رومیوں کا حملہ رک گیا، شمالی عرب میں مسلمانوں کا رعب قائم ہوا، دشمن کی پیش قدمی ختم ہوئی اور اسلامی ریاست کی سرحدیں محفوظ ہو گئیں۔ ساتھ ہی منافقین کی حقیقت بھی واضح ہو گئی اور مخلص اہلِ ایمان نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ یہ کامیابی دراصل سیاسی، عسکری اور نفسیاتی فتح تھی۔

Studybee official

کامیابی کے ساتھ واپسی اور محاسبہ: نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ تبوک سے مکمل کامیابی کے ساتھ مدینہ واپس لوٹے۔ واپسی پر ان لوگوں کا محاسبہ ہوا جو بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے، جن میں تین مخلص صحابہؓ کی توبہ بعد میں قبول ہوئی جیسا کہ صحیح بخاری میں تفصیل سے مذکور ہے۔ اس طرح غزوۂ تبوک بغیر بڑی جنگ کے اسلامی تاریخ کی ایک عظیم اور فیصلہ کن مہم ثابت ہوا جس نے اسلامی ریاست کی قوت کو عالمی سطح پر منوا دیا۔

ایک معنی خیز حقیقت یہ ہے کہ غزوۂ تبوک تلواروں سے زیادہ ارادوں کی جنگ تھی — یہاں جسم سے زیادہ ایمان کا امتحان لیا گیا، اور یہی وجہ ہے کہ سورۃ التوبہ میں اس مہم کا ذکر ایک اخلاقی و ایمانی کسوٹی کے طور پر آیا ہے۔

اہم مضامین

(1 مشرکین سے مکمل براءت: جزیرۂ عرب کو شرک سے پاک کرنے کا واضح اعلان۔

(2 جہاد اور قربانی کی اہمیت: اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کو ایمان کا معیار قرار دیا گیا۔

(3 منافقین کی مکمل پہچان

اس سورت میں منافقین کا تفصیلی ذکر ہے:

جہاد سے فرار، جھوٹے بہانے، مسلمانوں کا مذاق، سازشیں

نبی ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت میں خیانت کرے (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(4 مسجدِ ضرار کا واقعہ

منافقین نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے مسجد بنائی۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔

(5 سچے مومنین کی صفات

اخلاص، اللہ پر کامل اعتماد، قربانی، دین کو دنیا پر ترجیح

(6 ★ توبہ کی عظمت

خصوصاً تین صحابہؓ کی توبہ:

- حضرت کعب بن مالکؓ
- حضرت مرارہ بن ربیعؓ
- حضرت ہلال بن امیہؓ ان کی سچی توبہ قرآن میں قبول کی گئی۔

سورت کے اختتام کا عظیم مضمون

آخر میں نبی کریم ﷺ کی شفقت اور امت سے محبت بیان ہوئی: تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں، تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے...

یہ اس جلالی سورت کا رحمت بھرا اختتام ہے:- پہلے براءت، پھر توبہ، اور آخر میں رحمت۔

Studybeesofficial

برائے گیارہویں جماعت
تدریس ترجمۃ القرآن نوٹس
مرتب کردہ: آسیہ نورین صابر

1۔ مشرکین سے اعلان برات اور قتال کی ہدایات

سورۂ توبہ میں مشرکین سے اعلانِ براءت اور قتال کے احکامات

سورۂ توبہ قرآنِ مجید کی وہ سورت ہے جس میں اسلامی ریاست کے مشرک قبائل کے ساتھ تعلقات کے آخری اصول واضح کر دیے گئے۔ یہ آیات سن 9 ہجری میں نازل ہوئیں جب عرب میں اسلام غالب ہو چکا تھا لیکن بعض مشرک قبائل مسلسل عہد شکنی، سازش اور دشمنی میں مصروف تھے۔ اس پس منظر میں پہلے ان سے بیزاری اور معاہدات کے خاتمے کا اعلان کیا گیا، پھر مہلت دی گئی، اور اس کے بعد قتال کے احکام بیان ہوئے۔ ساتھ ہی وفادار قبائل اور پناہ مانگنے والوں کے بارے میں نرم اصول بھی واضح کیے گئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام اندھا دھند جنگ کے نہیں بلکہ باقاعدہ قانونی و اخلاقی ضوابط کے تحت ہیں۔

مشرکین سے اعلانِ براءت (بیزاری)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ "اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں۔"

یہ اعلان دراصل اُن مشرک قبائل کے بارے میں تھا جنہوں نے بار بار معاہدے توڑے، دشمنوں کی مدد کی اور اسلامی ریاست کے خلاف عملی سازشیں کیں۔ گویا سابقہ سیاسی و فوجی معاہدات ختم کر دیے گئے۔ اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ہر غیر مسلم سے دشمنی کر لی جائے، بلکہ صرف ان بدعہد قبائل کے ساتھ تعلقات منقطع کیے گئے جو مسلسل خیانت کر رہے تھے۔

چار ماہ کی مہلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ ": پس تم چار مہینے تک زمین میں چل پھر لو"۔

یہ مہلت اعلانِ جنگ سے پہلے دی گئی۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ:

- اچانک حملہ نہ ہو
- لوگ اسلام قبول کرنے یا علاقہ چھوڑنے کا فیصلہ کر سکیں
- حج کے بعد عرب میں امن قائم ہو سکے
- کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں موقع نہیں دیا گیا

اسلامی قانونِ جنگ میں یہ ایک اعلیٰ اصول ہے کہ دشمن کو پہلے اطلاع اور مہلت دی جاتی ہے۔

بدعہد قبائل کے لیے سخت تنبیہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن صاف اعلان ہے۔

یہ اعلان عام مجمع میں کیا گیا تاکہ پوری عرب دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اب شرک کی سیاسی قوت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور بیت اللہ کو مشرکانہ رسومات سے پاک کیا جا رہا ہے۔

وفادار معاہدہ رکھنے والوں کا استثناء

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: سوائے اُن مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا اور انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی۔

یہ آیت نہایت اہم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اجتماعی سزا کا اصول نہیں۔ جو قبائل وفادار رہے ان کے معاہدے پورے کیے گئے۔ یعنی حکم صرف مجرم گروہوں کے لیے تھا۔

مشرکین کے خلاف قتال کے احکامات

مہلت ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

یہ آیت مخصوص حالات کے لیے ہے، یعنی ان جنگجو مشرکین کے خلاف جو معاہدہ شکن اور برسرِ جنگ تھے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا:

- انہیں گرفتار کرو

Studybeesofficial

- محاصرہ کرو
- جنگی کارروائی کرو

لیکن یہ حکم عام انسانوں یا پرامن غیر مسلموں کے لیے نہیں تھا۔

توبہ اور اسلام قبول کرنے پر امن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: پھر اگر وہ توبہ کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

یہ جنگ کا نہیں بلکہ اصلاح کا مقصد ظاہر کرتا ہے۔ اسلام کا ہدف قتل نہیں بلکہ دشمنی کا خاتمہ ہے۔

پناہ مانگنے والوں کو امان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو۔

یہ اسلامی جنگی اخلاق کا نہایت بلند اصول ہے:

- دشمن بھی اگر امان چاہے تو اسے تحفظ دیا جائے
- اسے اللہ کا کلام سنایا جائے
- پھر اسے محفوظ مقام تک پہنچایا جائے

یہ حکم ثابت کرتا ہے کہ جنگ کا مقصد انتقام نہیں بلکہ حق کی دعوت ہے۔

قتال کی اصل وجہ: عہد شکنی اور جارحیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: کیا تم اس قوم سے جنگ نہیں کرو گے جس نے اپنی قسمیں توڑ دیں؟

مزید فرمایا: ترجمہ: اور انہوں نے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ہی تم پر پہلے حملہ کیا۔

اس سے واضح ہوا کہ قتال دفاعی و تعزیری نوعیت کا تھا، نہ کہ زبردستی مذہب تبدیل کروانے کے لیے۔

حاصل کلام سورۂ توبہ کے یہ احکام ایک مکمل ریاستی پالیسی بیان کرتے ہیں:

پہلے بدعہد دشمنوں سے بیزاری کا اعلان، پھر مہلت، وفاداروں کو استثناء، اس کے بعد جنگی کارروائی، توبہ کرنے والوں کو معافی،، پناہ مانگنے والوں کو تحفظ

یہ ترتیب ظاہر کرتی ہے کہ اسلام میں جنگ آخری مرحلہ ہے، پہلا نہیں۔ یہ آیات دراصل عرب میں شرک کی سیاسی بالادستی کے خاتمے اور توحید پر مبنی ریاست کے استحکام کا اعلان تھیں۔ ان کو سیاق وسباق سے الگ کر کے دیکھا جائے تو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، لیکن مکمل پس منظر میں یہ نہایت منصفانہ اور اصولی نظام دکھائی دیتا ہے —اعلان، مہلت، امتیاز، اور پھر کارروائی۔

انسانی تاریخ میں کم ہی ایسے مواقع ملتے ہیں جہاں فاتح طاقت اپنے دشمن کو پیشگی اطلاع دے، مہلت دے، پناہ دے اور توبہ کا دروازہ کھلا رکھے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مذہبی نص قانون، اخلاق اور حکمت —تینوں کا عجیب امتزاج بن جاتی ہے۔

studybeesofficial

2۔ غزوہ حنین

جواب:

سورۂ توبہ میں غزوۂ حنین کا ذکر نہایت سبق آموز انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ وہ جنگ تھی جو فتحِ مکہ کے فوراً بعد شوال 8 ہجری میں قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے خلاف لڑی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد اس موقع پر بہت زیادہ تھی (تقریباً بارہ ہزار)، جس کی وجہ سے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ مگر ابتداء میں اچانک حملے کی وجہ سے مسلمان منتشر ہو گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد نازل فرمائی اور بالآخر مسلمانوں کو عظیم فتح حاصل ہوئی۔ سورۂ توبہ اس واقعہ کو صرف تاریخی بیان کے طور پر نہیں بلکہ ایک روحانی اور اخلاقی سبق کے طور پر پیش کرتی ہے کہ کامیابی تعداد یا طاقت سے نہیں بلکہ اللہ کی مدد سے ہوتی ہے۔

کثرت پر ناز۔ عجب

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے"

اس آیت میں سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ اللہ کی مدد مسلمانوں کو پہلے بھی کئی مواقع پر ملی، لیکن حنین کے دن ایک خاص غلطی ہوئی۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد نے بعض لوگوں کے دل میں خود اعتمادی کو حد سے بڑھا دیا۔ قرآن نے اسے "أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ" یعنی اپنی کثرت پر خوش ہونا اور اعتماد کرنا قرار دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن نے وادیٔ حنین میں گھات لگا کر حملہ کیا، جس سے صفیں ٹوٹ گئیں اور گھبراہٹ پھیل گئی۔ "زمین تنگ ہو گئی" کا مطلب یہ ہے کہ میدان وسیع ہونے کے باوجود خوف اور بدحواسی نے ہر طرف سے گھیر لیا۔

مسلمانوں کا منتشر ہونا

اسی آیت کے آخری حصے میں بتایا گیا کہ مسلمان وقتی طور پر پسپا ہو گئے۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ بھی انسان تھے، اور جنگ کے اچانک حالات میں وقتی کمزوری آسکتی ہے۔ مگر یہ پسپائی دائمی نہیں تھی بلکہ امتحان کا حصہ تھی۔ نبی کریم ﷺ میدان میں ثابت قدم رہے اور آپ کے اردگرد چند مخلص صحابہ جمع رہے، جن کی استقامت نے دوبارہ لشکر کو مجتمع کر دیا۔

اللہ کی مدد اور سکینت کا نزول

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا۔"

یہاں "سکینت" سے مراد دل کا اطمینان، ہمت اور ثابت قدمی ہے۔ جب گھبراہٹ ختم ہوئی اور ایمان کی قوت واپس آئی تو مسلمان دوبارہ منظم ہو گئے۔ "ایسے لشکر جو تم نے نہیں دیکھے" سے مراد فرشتوں کی مدد ہے، جو مومنوں کے حوصلے بڑھانے اور دشمن پر رعب ڈالنے کے لیے نازل ہوئی۔ اس طرح جنگ کا رخ بدل گیا اور دشمن کو شکست ہوئی۔

فتح کے بعد توبہ کا دروازہ

اس واقعہ کے فوراً بعد قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد صرف سزا دینا نہیں بلکہ ہدایت دینا ہے:

(التوبہ:27) ترجمہ: "پھر اس کے بعد اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرما لیتا ہے، اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

یعنی جو لوگ دشمنی چھوڑ کر حق قبول کریں، ان کے لیے بھی رحمت کا دروازہ بند نہیں۔ غزوۂ حنین کے بعد بہت سے قبائل نے اسلام قبول کیا، جو اس آیت کی عملی تفسیر بن گیا۔

غزوۂ حنین سے حاصل ہونے والے بنیادی اسباق

اس واقعے کو بیان کرنے کا مقصد صرف جنگ کی تاریخ سنانا نہیں بلکہ ایمان کی تربیت کرنا ہے۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ مادی قوت، تعداد یا اسلحہ کامیابی کی ضمانت نہیں؛ اصل قوت اللہ پر توکل ہے۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ وقتی شکست بھی ایمان والوں کے لیے اصلاح اور تربیت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ تیسرا یہ کہ اللہ کی مدد اُس وقت آتی ہے جب بندہ اپنی کمزوری کو پہچان کر دوبارہ اسی کی طرف رجوع کرے۔

یوں سورۂ توبہ میں غزوۂ حنین کا ذکر مسلمانوں کو غرور سے بچانے، اللہ پر اعتماد کی تعلیم دینے اور یہ بتانے کے لیے کیا گیا کہ حقیقی کامیابی ایمان، استقامت اور نصرتِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ صرف ظاہری طاقت سے۔ یہ واقعہ تاریخ کا ایک باب ہونے کے ساتھ ساتھ ہر دور کے مسلمانوں کے لیے دائمی نصیحت بھی ہے کہ جب دل اللہ سے جڑ جائے تو شکست بھی فتح میں بدل سکتی ہے، اور جب اعتماد نفس پر ہو جائے تو فتح بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

3۔ غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی مشکلات اور قربانیاں

جواب: غزوہ تبوک: تنگی کی گھڑی (جیش عسرت)

غزوہ تبوک 9 ہجری (رجب) میں پیش آیا۔ یہ اسلام اور کفر کے درمیان ایک ایسا معرکہ تھا جس میں تلواریں تو نہیں چلیں، لیکن ایمان کی ایسی آزمائش ہوئی جس کی مثال تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی۔

اسباب اور پس منظر

جب رومی سلطنت (Byzantine Empire) نے جزیرہ نما عرب پر حملے کی تیاری شروع کی اور شام کی سرحد پر اپنی فوجیں جمع کیں، تو اللہ کے نبی ﷺ نے دفاع کے لیے نکلنے کا فیصلہ کیا۔ یہ وقت مسلمانوں کے لیے سخت امتحان کا تھا کیونکہ مدینہ میں کھجوروں کی فصلیں پک چکی تھیں اور موسم انتہائی گرم تھا۔

صحابہ کرام کی بے مثال قربانیاں

نبی کریم ﷺ نے مالی تعاون کی اپیل کی، جس پر صحابہ نے ایثار کے وہ دریا بہائے جن کا ذکر رہتی دنیا تک رہے گا:

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) : آپ نے اپنے گھر کا **سارا اثاثہ** لا کر قدموں میں ڈال دیا۔ جب آپ ﷺ نے پوچھا کہ پیچھے کیا چھوڑا؟ تو فرمایا: "اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔"

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) : آپ نے اس لشکر کی کمر توڑ دی یعنی ایک تہائی لشکر کا خرچہ اٹھایا۔ آپ نے **900 اونٹ، 100 گھوڑے اور ایک ہزار دینار** (سونے کے سکے) پیش کیے۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا' *:آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اسے نقصان نہیں پہنچے گا۔"*

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) : آپ نے اپنے گھر کا **آدھا مال** پیش کیا، یہ سوچ کر کہ شاید آج ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے آگے نکل سکوں۔

حضرت ابو عقیل انصاری (رضی اللہ عنہ) کی مزدوری : یہ وہ صحابی ہیں جن کا تذکرہ رہتی دنیا تک اخلاص کی علامت رہے گا۔ انہوں نے پوری رات ایک یہودی کے باغ میں پانی بھر کر **دو صاع کھجوریں** مزدوری لی۔ ایک صاع بچوں کے لیے رکھا اور **ایک صاع (تقریباً 3 کلو)** بارگاہِ نبوی ﷺ میں پیش کر دیا۔ منافقین نے ان کا مذاق اڑایا تو اللہ نے **سورہ توبہ (آیت 79)** نازل فرما کر منافقین کو رسوا کر دیا۔

ترجمہ: جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے انہی کے لئے دردناک عذاب ہے

عورتوں کی قربانی : مدینہ کی خواتین نے اپنے **ہار، بالیاں اور کڑے** اتار کر جھولیوں میں ڈال دیے۔

سفر کی ہولناک مشکلات اور آزمائشیں

فاصلہ اور وقت : مدینہ سے تبوک کا فاصلہ **700 کلو میٹر** تھا۔ اس مہم میں جانے، وہاں 20 دن قیام کرنے اور واپسی میں کل **50 سے 60 دن** لگے۔

شدید گرمی اور بھوک : سفر ایسے وقت تھا جب تپتی ہوئی لو چل رہی تھی۔ خوراک اتنی کم تھی کہ کئی کئی صحابہ **ایک کھجور** کو باری باری چوستے اور پھر پانی پی لیتے (روایت: صحیح مسلم)۔ بھوک کی شدت میں انہوں نے درختوں کے پتے کھائے جس سے ان کے ہونٹ سوج گئے۔

پانی کی قلت : پیاس کی شدت اتنی تھی کہ صحابہ کو لگا کہ ان کی گردنیں پیاس سے ٹوٹ جائیں گی۔ صحابہ نے اپنے **اونٹ ذبح کیے** تاکہ ان کے پیٹ سے نکلنے والا پانی پی سکیں۔

سواریوں کی کمی 30 **:** ہزار کے لشکر میں سواریاں اتنی کم تھیں کہ **18، 18 صحابہ ایک اونٹ** پر باری باری سوار ہوتے اور اکثر نے یہ طویل فاصلہ پیدل طے کیا جس سے ان کے ناخن جھڑ گئے۔

سورہ توبہ میں ساعة العسرة:

اس سفر کو قرآن نے "ساعة العسرة "(تنگی کی گھڑی) کہا ہے:

- "یقیناً اللہ نے نبی پر اور ان مہاجرین و انصار پر توجہ فرمائی جنہوں نے **تنگی کی گھڑی** (ساعة العسرة) میں نبی کا ساتھ دیا) "... **سورہ توبہ، آیت 117**
- **منافقین کا مذاق اور بہانہ سازی :** منافقین نے گرمی کا بہانہ بنایا تو اللہ نے فرمایا: "وہ کہنے لگے کہ اس گرمی میں نہ نکلو، کہہ دیجئے کہ **جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے**، کاش وہ سمجھتے) "!**سورہ توبہ، آیت 81**
- **غریب صحابہ کا غم (آہ و بکائیں) :** کچھ صحابہ جن کے پاس سواری نہ تھی، وہ روتے ہوئے واپس گئے کہ ان کے پاس خرچ کو کچھ نہیں۔ ان کے بارے میں فرمایا: "ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس غم میں کہ ان کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں۔) "**سورہ توبہ، آیت 92**
- **تین صحابہ کی توبہ :** حضرت کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں کی توبہ کی قبولیت کا ذکر **سورہ توبہ کی آیت 118** میں آیا۔

صبر اور قربانیوں کا اجر:

غزوہ تبوک ظاہر بغیر کسی خون خرابے یا تلوار چلائے ختم ہوا، لیکن اس کی **کامیابی** اور اس کے **نتائج** اسلامی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس غزوے نے عالمی سیاست کا رخ موڑ دیا تھا۔ ذیل میں اس عظیم کامیابی کے اہم پہلو درج ہیں:

رومی سلطنت پر دھاک اور رعب (Psychological Victory)

اس وقت کی سب سے بڑی عالمی طاقت **رومی سلطنت (Byzantine Empire)** تھی، جس کی تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے لیس فوج کا دنیا میں کوئی مقابلہ نہ تھا۔ جب 30 ہزار کا اسلامی لشکر تپتی دھوپ میں سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے ان کی سرحد (تبوک) پر پہنچا، تو رومیوں کے دلوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ میدان جنگ میں آنے کی ہمت نہ کر سکے اور پیچھے ہٹ گئے۔

سرحدی قبائل سے معاہدات (Political Success)

تبوک میں 20 دن کے قیام کے دوران، نبی کریم ﷺ نے اس علاقے کے اہم عیسائی اور دیگر قبائل کے سربراہوں سے ملاقاتیں کیں۔

ایلہ (Aila)، **اذرح**، اور **جرباء** کے حکمرانوں نے جزیہ دینا قبول کیا اور مسلمانوں کی حاکمیت (Sovereignty) تسلیم کر لی۔

اس سے مدینہ کی ریاست کی سرحدیں دور تک محفوظ ہو گئیں اور دشمن کا اثر و رسوخ ختم ہو گیا۔

منافقین کا مکمل خاتمہ (Internal Victory)

مدینہ کے اندر منافقین ایک کینسر کی طرح تھے جو اندر سے اسلام کو کمزور کر رہے تھے۔ غزوہ تبوک نے سچے مومن اور جھوٹے منافق کے درمیان واضح لکیر کھینچ دی۔

سورہ توبہ نازل ہوئی جس نے منافقین کی تمام چالوں کو بے نقاب کر دیا۔

اس غزوے کے بعد منافقین کی طاقت ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گئی اور وہ معاشرے میں رسوا ہو گئے۔

اسلامی ریاست کی عالمی پہچان

اس مہم سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان اب صرف حجاز (مکہ و مدینہ) تک محدود نہیں رہے، بلکہ وہ وقت کی سپر پاورز سے ٹکرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کامیابی نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد مادی وسائل اور موسم کی سختیوں سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔

کفر و شرک کے بادلوں کا چھٹنا

Studybeesofficial

غزوہ تبوک کے بعد پورے جزیرہ نما عرب میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس کے فوراًبعد **9ہجری** میں عرب کے کونے کونے سے وفود (Delegations) مدینہ آنا شروع ہوئے اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ اسی لیے اس سال کو **"عام الوفود "**(وفود کا سال) کہا جاتا ہے۔

قرآن کا حوالہ (سورہ توبہ)

اللہ تعالیٰ نے اس کامیابی اور مسلمانوں کی ثابت قدمی پر اپنی رضا کا اظہار فرمایا:

ترجمہ: یقیناً اللہ نے نبی پر اور ان مہاجرین و انصار پر توجہ فرمائی (ان کی توبہ قبول کی) جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا — **(سورہ توبہ، آیت 117**

حاصل کلام

غزوہ تبوک میں مسلمانوں نے اپنی جان اور مال کی ایسی قربانی دی کہ رومیوں کی عظیم الشان فوج مسلمانوں کا جذبہ دیکھ کر لڑے بغیر پیچھے ہٹ گئی۔ یہ حق اور باطل کے درمیان ایک عظیم فرق و تمیز بن گیا جس نے ثابت کر دیا کہ ایمان ہر مادی مشکل پر غالب آ سکتا ہے۔

4۔ منافقین کا کردار

غزوہ تبوک: منافقین کی رسوائی

غزوہ تبوک (9ہجری) محض ایک فوجی مہم نہیں تھی، بلکہ یہ مدینہ کے معاشرے کے لیے ایک " چھلنی" تھی جس نے مخلص مومنین کو منافقین سے الگ کر دیا۔ سورہ توبہ، جسے **"الفاضحہ "**(رسوا کرنے والی) کہا جاتا ہے، اسی موقع پر نازل ہوئی تا کہ منافقین کے کرتوتوں کو قیامت تک کے لیے تاریخ کا حصہ بنا دیا جائے۔

منافقین کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ گستاخانہ رویہ

منافقین نے اپنی زبانوں سے نبی کریم ﷺ کو شدید ذہنی اور قلبی اذیت پہنچائی۔ ان کے چند بڑے حملے یہ تھے:

نبی کریم ﷺ کو "سادہ لوح" (اذن) کہنا

منافقین آپ ﷺ کی نرم مزاجی اور ہر ایک کی بات سن لینے کی عادت کا مذاق اڑاتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ "یہ شخص تو کان کا کچا ہے (یعنی جو بھی اس کے پاس جا کر کچھ کہہ دے، یہ مان لیتا ہے)۔ **"سورہ توبہ کی آیت 61** میں اس کا ذکر ہے:

ترجمہ" : اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو بس کان (کے کچے) ہیں۔ "اللہ نے جواب دیا کہ ان کا کان ہونا تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ وہ مومنوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور تمہاری شرارتوں سے چشم پوشی فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں کا مذاق اڑانا

جب نبی کریم ﷺ نے رومیوں (بوزنطینی سلطنت) کے خلاف جنگ کا اعلان کیا، تو منافقین آپس میں بیٹھ کر تمسخر اڑاتے تھے۔ وہ کہتے تھے: "کیا تم سمجھتے ہو کہ رومیوں سے لڑنا عربوں کے آپسی قبائل کی لڑائی جیسا ہے؟ ہمیں تو نظر آ رہا ہے کہ کل یہ سب (مسلمان) زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔"

سورہ توبہ کی آیت 65 میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے:

ترجمہ" : اور اگر آپ ان سے پوچھیں (کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے) تو وہ کہیں گے کہ ہم تو بس دل لگی اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ "اللہ نے فرمایا کہ کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے؟ اب بہانے نہ بناؤ، تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

آپ ﷺ کی تقسیمِ صدقات پر اعتراض

منافقین کو دین سے زیادہ مال سے دلچسپی تھی۔ اگر آپ ﷺ مالِ غنیمت یا صدقات تقسیم کرتے اور انہیں ان کی خواہش کے مطابق نہ ملتا، تو وہ آپ ﷺ کی دیانت پر انگلی اٹھاتے۔

Studybeesofficial

سورہ توبہ کی آیت 58 میں ہے: ترجمہ " : اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو صدقات کی تقسیم کے بارے میں آپ پر الزام لگاتے ہیں (عیب نکالتے ہیں)۔"

آپ ﷺ کی اونٹنی کا گم ہونا اور استہزاء

سفر تبوک کے دوران ایک مقام پر نبی کریم ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ ایک منافق (زید بن لصیت) نے طنزاً کہا: "محمد (ﷺ) کہتے ہیں کہ انہیں آسمان کی خبریں آتی ہیں، حالانکہ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ "نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے اس کی بات کا علم ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا" : خدا کی قسم! میں صرف وہی جانتا ہوں جو اللہ مجھے بتاتا ہے۔ اللہ نے مجھے بتا دیا ہے کہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ "صحابہ وہاں گئے اور اونٹنی کو اسی حال میں پایا۔

واپسی پر قاتلانہ حملہ

سب سے بڑی اذیت جو انہوں نے پہنچانے کی کوشش کی، وہ واپسی کے سفر میں آپ ﷺ کو ایک گھاٹی (عقبہ) سے نیچے گرا کر شہید کرنے کی سازش تھی۔ انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے، لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو بچا لیا اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے ان منافقین کو پہچان لیا۔

آپ ﷺ کو "جادوگر" یا "مجنون" (نعوذ باللہ) کہنا

وہ خفیہ مجلسوں میں آپ ﷺ کے فیصلوں کو جنون سے تعبیر کرتے تھے کہ اتنی بڑی طاقت (روم) سے ٹکرانے چلے ہیں، ان کا بچنا ناممکن ہے۔

جنگ سے فرار کے لیے تراشے گئے بہانے قرآنی جوابات

تقریباً **80 سے زائد** منافقین نے پیچھے رہنے کے لیے ایسے بہانے بنائے جنہیں قرآن نے ریکارڈ کیا:

گرمی کا بہانہ : منافقین نے کہا کہ اس سخت گرمی میں سفر نہ کرو۔ اللہ نے فرمایا:

ترجمہ " : اور وہ کہنے لگے کہ اس گرمی میں نہ نکلو، کہہ دیجیے کہ جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش وہ سمجھتے۔ "**سورہ توبہ: 81**

فتنے اور عورتوں کا بہانہ : **جَد بن قیس** نے رومی عورتوں کا بہانہ بنا کر پیچھے رہنے کی اجازت مانگی۔ اللہ نے فرمایا:

ترجمہ " : اور ان میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے اجازت دے دیجیے اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیے۔ خبردار! وہ تو فتنے میں گر ہی چکے ہیں۔ "**سورہ توبہ: 49**

سستی اور دوری کا بہانہ:

ترجمہ " : اگر کوئی قریبی فائدہ ہوتا یا سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور آپ کے پیچھے چل دیتے، لیکن ان پر مسافت دور ہو گئی۔ "**سورہ توبہ: 42**

تیار فصلوں کا لالچ : انہوں نے کٹائی کے وقت اور سائے دار باغات کو اللہ کی پکار پر ترجیح دی۔ **آیت 42**

بڑی سازشیں: مسجدِ ضِرار اور قاتلانہ حملہ

منافقین کے عزائم صرف باتوں تک محدود نہ تھے، بلکہ انہوں نے عملی طور پر دو بڑی سازشیں کیں:

مسجدِ ضِرار (سازشی اڈہ) : مدینہ کے عیسائی پادری **ابو عامر راہب)** کے اشارے پر ایک عمارت بنائی گئی تاکہ رومیوں کی مدد کی جا سکے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا جائے۔ اللہ نے اسے "مسجد" ماننے سے انکار کر دیا اور اسے گرانے کا حکم دیا۔ **آیت۔** 107 جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے، تو وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو اس مسجد کی حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی اسے مسمار کرنے کا حکم دیا۔

گھاٹی میں قاتلانہ حملہ : تبوک سے واپسی پر **12 سے 14 منافقین** نے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ایک پہاڑی درے میں نبی ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کی۔ اللہ نے آپ ﷺ کو بچا لیا اور آپ ﷺ نے ان کے نام **حضرت حذیفہ بن یمانؓ** کو بتا دیے، جو آج تک ایک راز ہیں۔

وہ تین صحابہ جن کی توبہ قبول ہوئی

حضرت کعب بن مالک، حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ (رضی اللہ عنہم) مخلص مومن تھے لیکن سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ نے ان کے سچ بولنے اور 50 دن کی سخت سماجی بائیکاٹ کی سزا کے بعد ان کی بخشش کا اعلان فرمایا:

Studybeesofficial

ترجمہ" : اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ "**سورہ توبہ:118**

اللہ کا حتمی فیصلہ منافقین کے لیے حتمی وعید

اللہ نے واضح فرمادیا کہ منافقین کی توبہ قبول نہیں ہوگی اگر وہ کفر پر قائم رہے:

ترجمہ" : آپ ان کے لیے معافی مانگیں یا نہ مانگیں، اگر آپ ستر بار بھی ان کے لیے معافی مانگیں گے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔) "**سورہ توبہ:80**

حاصل کلام: غزوہ تبوک نے ثابت کر دیا کہ نفاق کا انجام رسوائی ہے اور سچا ایمان ہی اصل کامیابی ہے۔ منافقین کی تمام چالیں اللہ کی وحی کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔ غزوہ تبوک نے معاشرے کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ ایک طرف وہ **30 ہزار** جانثار تھے جنہوں نے تنگی میں اللہ کا ساتھ دیا، اور دوسری طرف وہ منافقین تھے جنہوں نے پادریوں اور دشمنوں کے ساتھ مل کر سازشیں کیں۔ سورہ توبہ نے قیامت تک کے لیے سچے ایمان اور منافقت کا فرق واضح کر دیا۔

5۔ احکام زکوٰۃ

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے حوالے سے انتہائی اہم اور بنیادی احکامات نازل فرمائے ہیں۔ اس سورت میں نہ صرف زکوٰۃ کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کے **مصارف** (یعنی وہ آٹھ مقامات جہاں زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے) کی بھی تفصیل دی گئی ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ

سورہ توبہ کی **آیت نمبر 60** وہ بنیادی آیت ہے جس میں زکوٰۃ کے آٹھ حقداروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"

ان آٹھ گروہوں کی تفصیل:

1. **فقراء:** فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ مال یا ذریعہ معاش تو ہو، لیکن وہ اس کی بنیادی ضرورت (کھانا، کپڑا، مکان) کے لیے **کافی نہ ہو۔**
2. **مساکین:** وہ ضرورت مند جو اپنی ضرورت پوری کرنے کی سکت نہیں رکھتے لیکن سفید پوشی کی وجہ سے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور وہ اپنی زندگی کی گاڑی چلانے کے لیے دوسروں کا محتاج ہو۔
3. **عاملین :** وہ سرکاری ملازمین ہیں جو زکوٰۃ جمع اور تقسیم کرنے پر مامور ہوں اور انہیں ان کی خدمت کے عوض زکوٰۃ کے مال سے اجرت دی جاتی ہے۔
4. **مؤلفۃ القلوب :** فقہائے کرام اور مفسرین نے اس گروہ کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے:

نو مسلم :(New Muslims) وہ لوگ جو نئے نئے اسلام لائے ہوں اور ان کی معاشی حالت کمزور ہو، یا اسلام لانے کی وجہ سے ان کے خاندان نے ان کا بائیکاٹ کر دیا ہو۔ انہیں زکوٰۃ اس لیے دی جاتی ہے تاکہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور انہیں محسوس ہو کہ اسلامی معاشرہ ان کا پشتیبان ہے۔

مائل بہ اسلام غیر مسلم : وہ غیر مسلم جن کے بارے میں قوی امید ہو کہ اگر ان کی مالی مدد کی جائے تو وہ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیں گے۔

شر سے بچاؤ :(Protection from Evil) وہ بااثر غیر مسلم یا منافقین جن کے شر اور دشمنی سے مسلمانوں کو خطرہ ہو، انہیں زکوٰۃ کا مال دے کر ان کی زبانیں یا ہاتھ روکے جاسکیں تاکہ اسلامی ریاست اور مسلمان محفوظ رہیں۔

Studybeesofficial

5. **فی الرقاب (گردنیں آزاد کرانا):** لفظ "رقاب" جمع ہے "رقبہ" کی، جس کے معنی "گردن" کے ہیں۔ قرآن نے اس اصطلاح کو غلاموں اور قیدیوں کی رہائی کے لیے استعمال کیا ہے۔

غلاموں کی آزادی: اسلام کی آمد کے وقت غلامی کا رواج عام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا ایک مستقل حصہ اس لیے رکھا تاکہ غلام اپنے آقاؤں کو رقم دے کر آزادی حاصل کر سکیں (جسے مکاتب غلام کہا جاتا ہے)۔ زکوٰۃ کے مال سے انہیں خرید کر آزاد کرنا "حقِ آزادی" کی بحالی ہے۔

ناحق قیدیوں کی رہائی: موجودہ دور کے مفسرین اور فقہاء کے نزدیک، وہ مسلمان جو دشمن کی قید میں ہوں یا کسی ایسے جرم میں قید ہوں جس کا جرمانہ (فدیہ) ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ رہا نہ ہو پا رہے ہوں، ان کی رہائی کے لیے زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا "فی الرقاب" کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کا مقصد انسانیت کو غلامی کی ذلت سے نکال کر آزادی کی عزت دینا ہے۔

6. **غارمین" :** وہ لوگ ہیں جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوں اور اسے ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ اس کی دو بنیادی صورتیں ہیں جن میں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے: **ذاتی ضرورت کا قرض :** اگر کسی نے اپنی یا اپنے گھر والوں کی جائز ضروریات (مثلاً علاج، شادی، یا مکان) کے لیے قرض لیا اور اب وہ اسے اتارنے کے قابل نہیں رہا، تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ **اصلاحِ ذات البین (صلح کروانے کے لیے قرض) :** اگر کسی شخص نے دو گروہوں، خاندانوں یا قبیلوں کے درمیان دشمنی ختم کرنے اور صلح کروانے کے لیے اپنی ضمانت پر قرض لیا ہو (تاکہ خون خرابہ رک جائے)، تو اسے زکوٰۃ کے مال سے یہ رقم ادا کی جائے گی، چاہے وہ خود مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اس کی حوصلہ افزائی کے لیے ہے تاکہ معاشرے میں امن قائم ہو۔ **شرط :** قرض کسی معصیت یا گناہ کے کام (جیسے جوا یا سود) کے لیے نہ لیا گیا ہو۔

7. **فی سبیل اللہ :** س مصرف کا لغوی معنی "اللہ کے راستے میں" ہے، اور اس سے مراد وہ تمام مخلصانہ کوششیں ہیں جو دین کی سربلندی کے لیے کی جائیں:

مجاہدین : وہ لوگ جو اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے جہاد میں مصروف ہوں اور ان کے پاس ضروری سامانِ حرب یا اخراجات نہ ہوں، انہیں زکوٰۃ دی جائے گی۔ **اشاعتِ دین :** مفسرین کے نزدیک اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دین کی تبلیغ، اشاعت اور تعلیم و تعلم (جیسے طالبِ علم یا مبلغین) میں مشغول ہوں اور ان کی معاشی حالت ایسی ہو کہ انہیں مدد کی ضرورت ہو۔ اس کا مقصد اسلامی ریاست اور دینِ اسلام کا دفاع اور اس کا پیغام دنیا تک پہنچانے والوں کی مالی پشت پناہی کرنا ہے۔

8. **ابن السبیل** ": ابن السبیل" کے لفظی معنی "راستے کا بیٹا" ہیں، جس سے مراد وہ مسافر ہے جو سفر کی حالت میں ہو۔

حالتِ سفر میں محتاجی : اگر کوئی شخص اپنے گھر یا وطن میں بہت مالدار ہو، لیکن سفر کے دوران اس کا مال چوری ہو جائے، گم ہو جائے یا ختم ہو جائے اور وہ تہی دست (خالی ہاتھ) ہو جائے، تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ اسے اتنی زکوٰۃ دی جائے گی جس سے وہ اپنے گھر تک باعزت طریقے سے پہنچ سکے۔ شرط یہ ہے کہ سفر کسی گناہ کے مقصد کے لیے نہ ہو، بلکہ جائز ضرورت یا نیکی کے کام کے لیے ہو۔

زکوٰۃ کی وصولی کا حکومتی حکم (آیت:103)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ نظام قائم کرنے کا حکم دیا:

ترجمہ (اے نبی!) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجیے جس کے ذریعے آپ انہیں پاک کریں گے اور انہیں برکت دیں گے۔"

اس آیت سے دو اہم باتیں ثابت ہوتی ہیں:

- زکوٰۃ کی وصولی ریاست کی ذمہ داری ہے۔
- زکوٰۃ کا مقصد مال کی پاکیزگی اور انسان کے نفس کا تزکیہ (صفائی) ہے۔

بخل اور لالچ سے پاکیزگی (تزکیہ نفس)

Studybee official

انسان کے نفس میں مال کی محبت فطرتی طور پر موجود ہوتی ہے، جو بسا اوقات "بخل" (کنجوسی) اور "حرص" (لالچ) کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ بیماریاں انسان کو روحانی طور پر آلودہ کر دیتی ہیں۔ جب انسان اپنا محنت سے کمایا ہوا مال صرف اللہ کے حکم پر دوسروں کو دیتا ہے، تو اس کے دل سے مال کی غیر ضروری محبت نکل جاتی ہے۔ یہ عمل نفس کو خود غرضی سے پاک کر کے اسے ایثار اور سخاوت کے زیور سے آراستہ کر دیتا ہے۔ یہی "تزکیہ" (پاکیزگی) ہے۔

گناہوں کا کفارہ (طہارت)

آیت میں لفظ "تُطَهِّرُهُمْ" (آپ انہیں پاک کر دیں) استعمال ہوا ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ صدقہ اور زکوٰۃ گناہوں کی آگ کو ایسے بجھاتے ہیں جیسے پانی آگ کو۔ انسان سے زندگی میں بہت سی کوتاہیاں ہوتی ہیں (مثلاً تجارت میں معمولی جھوٹ، ناپ تول میں کمی یا لایعنی گفتگو)۔

زکوٰۃ کی ادائیگی ان صغیرہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، جس سے مومن کا نامہ اعمال اور اس کی روح گناہوں کی آلودگی سے صاف ہو جاتی ہے۔

مال کی برکت اور نشوونما

لفظ "زکوٰۃ" اور "تزکیہ" کا مادہ ایک ہی ہے، جس کے معنی **"بڑھنے اور پھلنے پھولنے"** کے بھی ہیں۔

ظاہری نقصان، باطنی اضافہ :بظاہر زکوٰۃ دینے سے مال کم ہوتا نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے کے مال کو حادثات، چوری اور ناگہانی نقصانات سے محفوظ کر دیتا ہے۔ نیز، جب معاشرے کے غریب طبقے کے پاس پیسہ پہنچتا ہے، تو ان کی دعائیں اور معاشی گردش (Circulation) پورے معاشرے کے مال میں برکت کا باعث بنتی ہے۔

اللہ کی رحمت اور سکینت

اسی آیت (103) کے آخر میں اللہ فرماتا ہے :(اور آپ ان کے لیے دعا کیجیے، یقیناً آپ کی دعا ان کے لیے باعثِ تسکین ہے)۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ (یا ان کے نائب) دعا دیتے ہیں، تو انسان کو وہ قلبی اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے جو دنیا کی کسی اور دولت سے نہیں مل سکتا۔ یہ "برکت" کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے وعید (آیت:34-35)

سورہ توبہ میں ان لوگوں کے لیے سخت ترین سزا کا ذکر ہے جو سونا چاندی اور مال جمع کر کے رکھتے ہیں لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتے:

ترجمہ: "جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو"

قیامت کے دن اسی سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپا کر ان کی **پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں** کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔

توبہ کی شرط کے طور پر زکوٰۃ (آیت:11)

یہ آیت بہت اہم ہے کیونکہ اس میں مشرکین کے لیے توبہ کی شرائط بتائی گئی ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ کفر سے توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور **زکوٰۃ ادا کریں**، تو وہ تمہارے **دینی بھائی** ہیں۔ یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی اسلامی برادری کا حصہ بننے کی ایک بنیادی شرط قرار دی گئی۔

منافقین کے صدقات کی عدم مقبولیت (آیت:54)

سورہ توبہ میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ زکوٰۃ اور صدقات کی قبولیت کے لیے **ایمان** شرط ہے۔ آیت 71 میں فرمایا کہ مومن مرد اور عورتیں نماز قائم کرتے ہیں اور **زکوٰۃ ادا کرتے ہیں**۔

منافقین بھی دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتے تھے، لیکن اللہ نے فرمایا:

ترجمہ: "اور ان کے خرچ (صدقات) کی قبولیت میں کوئی چیز مانع نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔"

حاصل کلام

Studybeesofficial

سورہ توبہ کے مطابق زکوٰۃ محض ایک ٹیکس نہیں بلکہ:

- یہ مال کی **پاکیزگی** کا ذریعہ ہے۔
- اس کے **آٹھ مخصوص مصارف** ہیں جن سے ہٹ کر اسے خرچ نہیں کیا جا سکتا۔
- اس کی ادائیگی **ایمان کی علامت** ہے اور اس سے فرار جہنم کے دردناک عذاب کا باعث ہے۔

نوٹ : جواب میں شامل آیات صرف یاددہانی کے لیے درج کی گئی ہیں تاکہ آپ موضوع کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس کی روشنی میں امتحانی سوالات تیار کر سکیں۔ ان آیات کو عموماً یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ براہ کرم صرف ترجمے اور تشریح پر توجہ دیں۔

Studybeesofficial